مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

# دعوۃ الحق

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۲ء

## ایمان کی حلاوت کیسے حاصل ہو؟

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت ایمان کی حلاوت کو دل سے نکال دیتی ہے، اب یہ کہ اس کو کیسے حاصل کیا جائے؟ تو اس کا طریقہ ایک مثال سے سمجھو کہ دل ایک حوض کی طرح ہے اور دنیا کی محبت گندی چیز کی طرح ہے جو کہ دل کے حوض میں پڑی ہے، اب اس کو کیسے نکالا جائے اور دل کو کیسے صاف کیا جائے؟ تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا صاف پانی ڈالا جائے تو دھیرے دھیرے گندگی نکل جائے گی، اسی طرح روزانہ پابندی کے ساتھ ذکر کیا جائے تو دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور صالح ماحول میں رہے اس سے قوت پہونچتی رہے گی، اس کے اہتمام سے انسان کہاں سے کہاں پہونچ جاتا ہے، جس طرح مکان خالی ہو تو اس میں کوڑا کرکٹ، کیڑے مکوڑے وغیرہ ہو جاتے ہیں، لیکن اگر اس میں رہنے لگیں تو پھر یہ سب کچھ نہیں ہوتا، اسی طرح ذکر کرنے سے دل کا بھی یہی حال ہو جاتا ہے، اس لئے ذکر کی عادت ڈالے۔

اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ (خوب کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو)

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

# دعوۃ الحق

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ستمبر ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۱۱

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ الاسلام شیخ عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

# آئینہ

## ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں


| شمار | عناوین | شخصیات | صفحہ |
|---|---|---|---|
| ۱ | ذکر وفکر | حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ | ۳ |
| ۲ | خزائن القرآن | عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ | ۷ |
| ۳ | خزائن الحدیث | عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ | ۱۰ |
| ۴ | اشرف النصائح | حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ | ۱۲ |
| ۵ | معارفِ ابرار | شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ | ۱۵ |
| ۶ | فیضانِ کلیم | طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم | ۱۸ |
| ۷ | دردِ دل کی آہ وفغاں | حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۱ |
| ۸ | دُرویش کی پند ونصائح | حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ | ۲۴ |
| ۹ | سیرتِ خاصانِ حق | عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ | ۲۶ |
| ۱۰ | دردِ محبت | حضرت مولانا قاری صدیق احمد ثاقب باندوی رحمۃ اللہ علیہ | ۲۸ |
| ۱۱ | مسائل واحکام | فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ | ۲۹ |
| ۱۲ | انوارِ سنت | عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ | ۳۰ |
| ۱۳ | مہلکات | شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ | ۳۱ |
| ۱۴ | اسلامی عقائد | شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ | ۳۲ |


نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

۳ ذکروفکر

# خود پسندی

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ’’نفس کو پاک وصاف اور اچھا نہ سمجھا کرو‘‘۔ یہ کافروں کی شان ہے کہ اپنے اعمال اور اپنے آپ کو اچھا سمجھیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ’’خود پسندی تباہ کردیتی ہے‘‘۔ کیونکہ آدمی جب اپنے آپ کو نیکوکار سمجھنے لگتا ہے تو مطمئن ہوجاتا ہے اور سعادت اُخروی سے محروم ہوجاتا ہے۔ حضرت بشر بن منصور نے ایک مرتبہ نماز پڑھی اور دیر تک پڑھی۔ اتفاق سے ایک شخص ان کو دیکھ رہا تھا چونکہ خود پسندی کے احتمال کا موقع تھا اس لئے نماز سے فارغ ہوکر فرمانے لگے کہ ’’میاں میری اس حالت سے دھوکہ نہ کھاؤ شیطان نے چار ہزار برس اللہ کی عبادت کی مگر انجام جو اس کا ہوا وہ سب کو معلوم ہے‘‘۔ غرض مسلمان کی شان نہیں ہے کہ اپنی عبادت کو عبادت اور اپنی طاعت کو طاعت سمجھے۔ کیونکہ اول تو قبولیت کا علم نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ عبادت واقع میں عبادت ہوئی یا یوں ہی بیکار گئی۔ دوم یہ کہ اعتبار خاتمہ کا ہے اور خاتمہ کا حال کوئی نہیں جانتا کہ کس حال پر ہونا ہے۔

خود پسندی بھی تکبر کی ایک شاخ ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تکبر میں دوسرے لوگوں سے اپنے نفس کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور خود پسندی دوسرے لوگوں کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے نفس کو اپنے خیال میں کامل سمجھ لینا اور حق تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کو اپنا خیال کرنا یعنی ان کو اللہ کا فضل وکرم نہ سمجھنا اور ان کے زوال سے

بے خوف ہوجانا خود پسندی اور عُجب کہلاتا ہے۔

اگر یہاں تک نوبت پہنچ جائے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک اپنے آپ کو ذی مرتبہ اور باوقعت سمجھنے لگے تو یہ ناز کہلاتا ہے۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اپنی دُعاء کے قبول نہ ہونے سے تعجب اور اپنے موذی دشمن کو سزا و عذاب نہ ملنے پر حیرت ہوتی ہے کہ ہم جیسوں کی دُعاء نہ ہو اور ہمارے دشمن پامال نہ ہوں۔

یاد رکھو کہ اپنی عبادت پر نازاں ہونا اور اپنے آپ کو مقبول خدا اور کسی قابل سمجھنا بڑی حماقت ہے۔ البتہ اگر اللہ کی نعمت پر خوش ہو اور اس کے چھن جانے کا بھی خوف دل میں رکھو اور اتنا ہی سمجھو کہ یہ نعمت حق تعالیٰ نے فلاں علم کے سبب مجھ کو مرحمت فرمادی ہے اور وہ مالک ومختار ہے جس وقت چاہے لے لے، تو خود پسندی نہیں ہے۔ کیونکہ خود پسندی شخص نعمت کا منعم حقیقی کی جانب منسوب کرنا بھول جاتا ہے اور جملہ نعمتوں کو اپنا حق سمجھنے لگتا ہے۔

خود پسندی بڑی جہالت ہے لہٰذا اس کا علاج کرنا چاہئے۔ بس اگر غیر اختیاری خوبیوں مثلاً قوت وزور یا حسن وجمال پر عجب ہو، تب تو یوں سوچو کہ ان چیزوں کے حاصل ہونے میں میرا دخل ہی کیا ہے کہ ناز کروں، حق تعالیٰ کا محض فضل واحسان ہے کہ اس نے بلا استحقاق یہ خوبیاں مجھ کو عطا فرمادیں۔ علاوہ ازیں ظاہر ہے کہ یہ سب خوبیاں معرضِ زوال ہیں کہ ذرا سی بیماری اور ضعف لاحق ہوا تو سب جاتی رہیں گی۔ پس دوسرے کے ناپائدار عطیہ پر عجب کیسا؟ اور اگر علم وعمل یا زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت یعنی اختیاری افعال پر ناز ہو تو اس میں غور کرو کہ یہ کمالات اور محاسن کیونکر حاصل ہوئے؟ اگر حق تعالیٰ ذہن رسا اور طاقت وہمت،

دماغ وبینائی، ہاتھ پاؤں، قصد وارادہ مرحمت نہ فرماتا تو کوئی کمال کیونکر حاصل ہوتا۔ اسی کا حکم تھا کہ کوئی مانع پیش نہیں آیا ورنہ میں مجبور تھا کہ خود کچھ بھی کرسکتا تھا۔

یہ ضرور مسلم ہے کہ انسان کو اختیار وارادہ دیا گیا ہے جس سے وہ اچھے یا بُرے کام کرتا ہے مگر اختیار وارادہ کی عطا بھی تو اسی خدا کی ہے۔ اور پھر تمام اسباب کا مہیا کردینا اور کامیابی دینا غرض ابتدا سے لے کر انتہا تک سب کچھ خدا ہی کے اختیار میں ہے۔ پس ایسی حالت میں ناز کرنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر خزانہ کی کنجی بادشاہ کے ہاتھ میں ہو اور وہ خزانہ کھول کر تمہارے سپرد کردے اور تم اس میں سے جواہرات اپنی خواہش کے مطابق اپنی گود میں بھر لو اور پھر ناز کرنے لگو کہ میں نے اتنا روپیہ حاصل کیا تو ظاہر بات ہے کہ احمق سمجھے جاؤ گے۔ کیونکہ اگرچہ جواہرات کے سمیٹنے والے تم تھے مگر خزانہ تو شاہی تھا اور کنجی تو بادشاہ کے ہاتھ میں تھی، اسی نے تم پر احسان کیا اسی نے کنجی عطا فرمائی اور اسی کی اجازت سے تم خزانہ کی کوٹھڑی میں داخل ہوئے پھر اتنی بے اختیاری پر تم کو اپنے فعل پر نازل اور خود پسندی کیونکر درست ہوسکتی ہے۔

تعجب تو اس بات پر آتا ہے کہ عاقل وسمجھدار اور پڑھے لکھے ہوشیار لوگ اس موقع پر جاہل بن جاتے ہیں اور اپنی عقل وعلم پر ناز کرنے لگتے ہیں، کہ اگر کسی جاہل وبے وقوف کو تونگر پاتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا؟ ہم تو عالم وعاقل ہوکر مال سے محروم رہیں اور یہ جاہل ونادان ہوکر مالدار ومتمول بن جائے؟ بھلا کوئی پوچھے علم وعقل تم کو نصیب ہوا اور جاہل اس سے محروم رہا، ایسا کیوں ہوا؟ کیا ایک نعمت کو دوسری نعمت کا سبب سمجھ کر اس پر استحقاق جتاتے ہو؟ اگر علم اور مال

دونوں چیزیں تم ہی کو دے دی جائیں اور جاہل فقیر دونوں سے محروم کر دیا جاتا تو یہ بات درحقیقت زیادہ تعجب کی تھی کہ مخلوق میں ایک کو تو سب کچھ مل گیا اور دوسرے کو کچھ نہ ملا۔ بھلا کوئی بادشاہ تم کو گھوڑا مرحمت فرماوے اور دوسرے شخص کو غلام دیوے تو کیا یوں کہنے کی تم کو ہمت ہے کہ واہ صاحب اس کو غلام کیوں دیا گیا اس کے پاس گھوڑا تو ہے ہی نہیں اور میں چونکہ گھوڑا رکھتا ہوں لہٰذا غلام بھی مجھ ہی کو ملنا چاہئے تھا۔ ایسا خیال کرنا بڑی بیوقوفی اور جہالت کی بات ہے۔

عقلمندی کی بات یہی ہے کہ عطائے خداوندی پر شکر ادا کرو اور سمجھ لو کہ حق تعالیٰ کا بڑا کرم ہے کہ اس نے ابتداءً بلا استحقاق مجھ پر کرم فرمایا اور عقل وعلم جیسی نعمت بخشی جس کے مقابلہ پر مال کی کوئی حقیقت ہی نہیں اور پھر شکر گذاری وعبادت کی توفیق مرحمت فرمائی اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا۔ حالانکہ یہ محرومی بھی کسی جرم سابق کی سزا یا قصور کا بدلہ نہیں ہے۔ پس جب ایسا خیال کروگے تو خوفِ الٰہی پیدا ہوگا اور سمجھوگے کہ جس نے بلا استحقاق انعام فرمایا ہے وہ اگر بلا قصور اس نعمت کو چھین بھی لے تو کوئی چوں وچرا نہیں کرسکتا اور کیا خبر ہے کہ یہ نعمت مکر اور استدراج ہو اور وبال جان اور عذاب کا سبب بن جائے۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”ہم نے ان پر نعمت کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب وہ خوش ہوگئے اور پھولے نہ سمائے تو یکا یک ان کو پکڑ لیا۔

جب یہ خیالات ذہن نشین ہوں گے تو خشیت اور خوف تم سے کسی وقت بھی دور نہ ہوگا۔ اور کسی نعمت پر نازاں اور خوش نہ ہوؤ گے، پس عجب سے بآسانی نجات مل جائے گی۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر 2022ء

# اللہ سے جذب کی بھیک مانگیں

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۔
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۔

ترجمہ: اور قسم ہے (انسان کی) جان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو درست بنایا، پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری (دونوں باتوں) کا اس کو اِلقاء کیا، یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس (جان) کو پاک کرلیا، اور نامراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبادیا۔

ایک عالم نے سوال کیا کہ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا میں فجور کو تقویٰ پر کیوں مقدم کیا گیا جب کہ فجور شر ہے تقویٰ خیر ہے تو عقلاً تقویٰ کا تقدم ضروری تھا۔ حق تعالیٰ نے دل میں یہ جواب عطا فرمایا کہ تقویٰ کا حاصل كَفُّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى ہے جس کی دلیل وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ہے اور ہر نہی اپنے منہی عنہ کے ثبوت کو چاہتا ہے، جیسے میں کہوں کہ اس عینک کو مت دیکھو تو عینک کا وجود ضروری ہے، ورنہ نہ دیکھنے کا حکم لغو ہوگا کیونکہ جب عینک ہے ہی نہیں تو کس چیز کو نہ دیکھنے کو کہا جارہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

دنیا میں جو اپنے رب کے سامنے حساب کیلئے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو حرام خواہش سے روکا۔ اس آیت سے خوف کا معیار اور خوفِ مطلوب کی تشریح بھی ہوگئی

کہ بس صرف اتنا خوف مطلوب ہے جو ھَوٰی یعنی گناہ سے بچالے، اور اسی کا خوف معتبر ہے جو اپنے نفس کو گناہ سے روک لے، اور نفس کو گناہ سے روکنے کا نام ہی تقویٰ ہے۔ پس آیت فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا میں فجور کو تقویٰ پر اسی لئے مقدم کیا کہ مادۂ ہی تقویٰ کا موقوف علیہ ہے کہ مادۂ فجور کو دبانے سے ہی تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ پس جب فجور اور ھَوٰی کا وجود نہ ہوگا تو نفس کو کس چیز سے روکا جائے گا اور پھر تقویٰ کا ثبوت کیسے ہوگا؟ پس تقویٰ تقاضائے معصیت کے مقابلے میں دفاعی طاقت کا نام ہے اور جب تقاضائے معصیت یعنی مادۂ فجور نہ ہوگا تو مقابلہ کس چیز کا کیا جائے گا؟ پس واضح ہوا کہ فجور کے مادّے کا تقدم ضروری تھا تاکہ اس کے روکنے پر تقویٰ کا تحقق ہوسکے۔ یہ نقلی دلیل ہے۔

اور عقلی دلیل یہ ہے کہ جب فجور کی قدرت دی گئی تو اس کے ساتھ تقویٰ کی قدرت بھی لازم ہے کہ قدرت ضدین سے متعلق ہوتی ہے۔ اور اس آیتِ پاک میں فجور کو مقدم فرمایا کہ یہ تقویٰ کا موقوف علیہ ہے یعنی فجور اور نافرمانی کے تقاضوں کو روکنے ہی سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے جیسے موجودہ سائنس کی تحقیق ہے کہ مثبت اور منفی (Positive) اور (Nagative) ان دو تاروں سے بجلی پیدا ہوتی ہے، اسی طرح اے اللہ! آپ نے مادۂ فجور کا منفی تار اور تقویٰ کا مثبت تار ہمیں دے دیا تاکہ جب ہمارے اندر مادۂ فجور کا جوش ہو تو آپ کے خوف سے اس پر عمل نہ کریں، نافرمانی کے تقاضے پر عمل نہ کرنا یہی منفی تار ہے جس سے نورِ تقویٰ پیدا ہوتا ہے، لاالٰہ کی تکمیل سے الا اللہ نصیب ہوتا ہے، باطل خداؤں کا نکالنے سے اللہ تعالیٰ دل میں متجلی ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ مادۂ فجور اور مادہ تقویٰ کی کشمکش سے آپ ہی مقصود ہیں اور ان دو تاروں سے آپ اپنی محبت کا چراغ ہمارے دلوں میں روشن کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ ہی ہمارے مقصود

بن جائیں اور ہمیں ولی اللہ بنالیں۔

لیکن خیر وشر یعنی مادۂ فجور اور مادۂ تقویٰ کی کشمکش اور مجاہدۂ شاقہ سے ہماری جان نکلی جارہی ہے، ہم بے دم ہوئے جارہے ہیں یعنی سخت فتنہ وآزمائش میں مبتلا ہیں، لہٰذا اے رب! اپنے جذب سے آپ ہمیں اپنی طرف کھینچ لیجئے تاکہ اختیار بین الطریقین کی کشمکش سے نجات حاصل ہو اور آپ کی راہ آسان ہوجائے۔

ابتدائے سلوک میں نفس کو خیر وشر کے انجذاب سے سخت مجاہدہ وکشمکش پیش آتی ہے، شر اور فجور کی طرف کشش ہوتی ہے تو سالک مجاہدہ کرکے نفس کو روکتا ہے اور تکلف اس کو خیر کے راستے پر ڈالتا ہے۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ دُعاء فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! اس مقامِ تلوین کو مقامِ تمکین واستقامت سے تبدیل فرمادیجئے تاکہ ہمیں آپ کا قربِ تام اور سرورِ دوام حاصل ہو۔

اے کریم! اس تردد بین الطریقین سے ہمیں نجات عطا فرمایئے اور صراطِ مستقیم پر جذب فرمالیجئے کیونکہ جس کو آپ جذب فرمالیں وہ کبھی مردود نہیں ہوتا اور سوئے خاتمہ سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اس لئے اے اللہ! ہم آپ سے جذب کی بھیک مانگتے ہیں کیونکہ شیطان سالکِ محض تھا، مجذوب نہیں تھا اور نہ مردود نہ ہوتا کیونکہ جب سے دنیا قائم ہے آپ کا کھینچا ہوا کوئی شخص بھی مردود نہیں ہوا۔ جتنے لوگ مردود ہوئے ہیں وہ سب سالک تھے، آپ کے جذب سے محروم تھے۔ سالک کو بھی آخر میں جذب نصیب ہوتا ہے کیونکہ بغیر آپ کے جذب کے کوئی آپ کا غیر محدود راستہ طے نہیں کرسکتا۔ آپ خالقِ مقناطیس ہیں، آپ کے جذب کئے ہوئے کو کون آپ سے چھین سکتا ہے؟ پس اے کریم! صراطِ مستقیم کی طرف آپ کا ہمیں جذب کرلینا ہمارے تردّد بین الطریقین اور اختیار بین الامرین کے غم سے بہتر ہے۔

# ذکر کے معمول کو ناغہ نہ ہونے دیں

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهٗ فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ کُتِبَ لَهٗ کَاَنَّمَا قَرَأَهٗ مِنَ اللَّیْلِ۔

**ترجمہ:** جس شخص کا نیند کے سبب رات کا وظیفہ اور معمول ادا نہ ہوسکا اور اس نے فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پورا کرلیا، تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جیسے کہ اس نے رات ہی میں وہ معمول پورا کیا۔

**حکایت:** حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ تہجد شیطان نے آپ کے پاؤں دبا کر قضا کرادی یعنی نیند گہری طاری ہوگئی۔ آپ نے دن میں تہجد کی قضا ادا کی۔ مسلم شریف میں یہ حدیث مروی ہے کہ ''مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِنْهُ'' جس شخص کا نیند کے سبب رات کا وظیفہ اور معمول ادا نہ ہوسکا اور اس نے فجر اور ظہر کے درمیان اس کو پورا کرلیا ''کُتِبَ لَهٗ کَاَنَّمَا قَرَأَهٗ مِنَ اللَّیْلِ'' تو اس کو اتنا ہی ثواب ملے گا جیسے کہ اس نے رات ہی میں وہ معمول پورا کیا۔ حاصل حکایت یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دن میں بعد نمازِ فجر معمولاتِ شب پورا کرکے بہت روئے اور

حق تعالیٰ سے ندامت کے ساتھ استغفار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ندامت کے ان آنسوؤں کو جو ایک روایت کے مطابق شہیدوں کے خون کے برابر میدانِ حشر میں تولے جائیں گے، قبول فرما کر ان کے درجے کو بہت بلند فرمادیا۔ ابلیس نے آپ کو آپ کے درجے سے کمتر کرنے کی کوشش کی تھی، لیکن آپ کا مقام پہلے سے بھی بلند دیکھ کر حسد سے جل گیا اور دوسری شب میں تہجد کیلئے بیدار کیا۔ حضرت نے دریافت کیا کہ اے شخص! تو کون ہے؟ کہا: میں آپ کو تہجد کیلئے اُٹھا رہا ہوں، آپ اُٹھ کر یہ نیک کام کرلیں، لیکن مجھے نہ معلوم کریں کہ میں کون ہوں؟ میرا نام بہت بدنام ہے۔ فرمایا کہ نہیں تجھے بتانا پڑے گا۔ کہا: حضور! مجھے ابلیس لعین کہتے ہیں۔ فرمایا: تیرا کام تو برائی کرانا ہے، یہ نیک کام آج کیسے کرلیا؟ کہا: حضور! ہزاروں سال عبادت گذار رہا ہوں، پرانی عادت کبھی عود کرادی تھی۔ آپ کی گریہ وزاری اور توبہ نے آپ کو پہلے سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کا مقرب بنادیا پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ مجھ جیسا بنی آدم کا حاسد اس کو کہاں برداشت کرسکتا ہے۔ آج سوچا کہ آپ کو بیدار کردوں تاکہ آپ جس رفتار سے ترقی کررہے تھے اسی پر قائم رہیں۔ آپ نے جس مقامِ درد واخلاص سے توبہ کی اس نے تو آپ کو سلوک میں تیز گام بنادیا اور میری تدبیر معکوس نے میرے جگر میں غم کی آگ رکھ دی۔

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

# مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

**فرمایا** کہ مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عشق ہے دوسرے مذاہب کے پیشوا بھی اس کے معترف ہیں۔ ایک پادری نے لکھا ہے کہ جس قدر عشق مسلمانوں کو اپنے پیغمبر سے ہے کسی دوسرے مذہبی شخص کو اپنے مقتداؤں سے نہیں اور جس قدر اپنی مذہبی کتاب یعنی قرآن کا عشق اور احترام مسلمانوں کو ہے کسی عیسائی کو انجیل کا نہیں اور یہی ادب بڑی چیز ہے اور بے ادبی نہایت ہی بری چیز ہے بے ادب ہمیشہ محروم رہتا ہے اسی کو فرماتے ہیں ؎

زخدا جوئیم توفیق ادب  بے ادب محروم گشت از فضل رب

(ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق کی دُعاء کرتے ہیں، کیونکہ بے ادب حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے)۔

**فرمایا** کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفائے راشدین کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنا عندا للہ نہایت ہی مبغوض اور مردود فعل ہے گستاخی اور

بے ادب کبھی مقصود تک راہ نہیں پاسکتا کبھی صورت تک مسخ ہوجاتی ہے بعض گستاخی فرقے اس باب میں بہت دلیر اور جری ہیں ہندوؤں کے چہرہ میں بھی وہ ظلمت اور بے رونقی نہیں جوان گستاخوں کے چہرہ پر ہوتی ہے جس کا راز یہ ہے کہ کفر ایک باطنی لعنت ہے اس کا اثر باطن پر زیادہ ہوتا ہے اور گستاخی ایک ظاہری بے ہودگی ہے اس کا اثر ظاہر پر زیادہ ہوتا ہے اور یہ سب بے ادبی اور گستاخیوں کے ثمرات ہیں اور ان گستاخوں میں سے بعض کے چہروں اور پیشانیوں پر گوسجدوں کے نشان نمایاں ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی کھرا پن بھی ہوتا ہے جس کو دیکھ کر وحشت ہوتی ہے ملامت نہیں ہوتی۔

**فرمایا** کہ حضرات چشتیہ کو کم فہموں نے زیادہ بدنام کیا ہے کہ ان کے بہت سے افعال خلاف سنت ہیں بات یہ ہے کہ یہ حضرات عشاق ہیں غلبہ حال میں کسی ایسی بات کا صدور ہوجاتا تھا جو بظاہر سنت کے خلاف معلوم ہوتا ہے اور حقیقت اس کی دوسری ہوتی تھی اسی غلبہ حال کے باب میں فرماتے ہیں۔

گفتگوئے عاشقاں در کار رب　　جوشش عشق ست نے ترک ادب

(حق تعالیٰ کے بارے میں عاشقوں کی گفتگو جوش عشق کی وجہ سے ہوتی نہ کہ بے ادبی کی وجہ سے)۔

اس لئے یہ حضرات معذور تھے ایک چشتی بزرگ سے کسی شخص نے عرض کیا کہ حضرت سماع آپ کیلئے تو جائز ہے فرمایا کہ جو چیز شریعت میں حرام ہے وہ سب کیلئے حرام ہے احترام شریعت کی یہ حالت تھی کہ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ اس وقت ہم کچھ سنیں گے مگر اتفاق سے کوئی سنانے والا نہیں ملا

فرمایا مولانا حمید الدین صاحب کے مکتوب نکالو، وہ نکالے گئے فرمایا یہی پڑھ کر سناؤ سنایا گیا اس مکتوب کے شروع میں تھا از خاک پائے درویشاں گرد راہ بستان، بس یہ سن کر وجد ہو گیا تین دن وجد رہا نماز کے وقت ہوش ہو جاتا تھا اور پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی کوئی ایسا شورش کا مضمون بھی نہ تھا صرف تواضع انکسار و شکستگی کا مضمون تھا اس پر بھی ان حضرات کو لوگ بدنام کرتے ہیں میں جس وقت مکہ معظّمہ سے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے آیا ہوں تو ایک ایسی حالت طاری تھی کہ اس میں اکثر یہ شعر میرا وظیفہ تھا ؎

اے بادشاہ خوباں داد از غم تنہائی　　دل بے بجاں آمد وقت ست کہ باز آئی
اے درد تو ام درباں بر بستر ناکامی　　دے یاد تو ام مونس در گوشہ تنہائی

(اے شہنشاہ! محبوبان ھجر کی حالت سے رہائی دیجئے۔ بغیر آپ کے دل بے جان ہو جاتا ہے۔ وقت ہے کہ آپ تشریف لے آویں۔ اے وہ ذات! کہ آپ کا درد بھی بستر ناکامی دربان کا کام دے رہا اور اس حالت ھجر میں آپ کی یاد ہی میری مونس ہے)۔

یہ پڑھتا تھا اور مزے لیتا تھا بدوں اس کے چین نہ تھا اور ہم تو ہیں کیا مگر ان اکابر پر حال بھی قوی ہوتا ہے جس میں معذوری ہوتی ہے اور معذور پر ملامت نہیں۔

(۲۷۷) **فرمایا** کہ میں الحمد للہ ہمیشہ ماسئل کی رعایت کرتا ہوں سائل کی رعایت نہیں کرتا اسی وجہ سے مجھ کو بدنام کیا جاتا ہے اس وقت چاہتے یہ ہیں کہ احکام ہمارے تابع ہوں کس قدر ظلم ہے بس میں ایسوں کے دماغ درست کرتا ہوں اس لئے بدنام ہوں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر 2022ء

# اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

**ارشاد فرمایا** کہ بعضے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس بیماری کا علاج یہ ہے کہ جی بھر کر دنیا میں لگ کر خوب مال و دولت جمع کرلیا جائے، روپیہ، پیسہ کا ڈھیر لگالیا جائے تو پھر اس کے بعد اس کی خواہش ختم ہوجائے گی سکون حاصل ہوجائے گا۔ ایسا سمجھنا غلطی کی بات ہے اس لئے کہ ایسا کرنے سے بظاہر عارضی طور پر سکون ہوجائے گا مگر حقیقت میں دنیا کی محبت اور زیادہ پختہ ہوجائے گی۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ جیسے درخت کی جڑ میں پانی دیا جاتا ہے تو وہ تھوڑی دیر میں زمین میں جذب ہوکر نظروں سے غائب ہوجاتا ہے مگر واقع میں وہ غائب نہیں ہوا بلکہ جڑ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرکے اس کی شاخوں اور پتیوں میں تازگی پہنچائے گا۔ اس لئے جو لوگ دنیا کی محبت کے تقاضے پر عمل کرتے ہیں تو درحقیقت وہ اس میں کمی نہیں کررہے ہیں بلکہ اُلٹا اسی مرضی کو اور زیادہ بڑھا رہے ہیں اور تقویت دے رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے:

لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا ۔ (مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۴۵۰)

''اگر انسان کو مال سے بھرے ہوئے دو جنگل بھی مل جائیں تب بھی تیسرے کی آرزو کرے گا''۔

**ارشاد فرمایا** کہ مال کی محبت اور اس کی حرص کا علاج یہ نہیں ہے کہ خوب جی بھر کر مال و دولت کو کمایا جائے، کیونکہ اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوگا اور مرض میں اضافہ ہوگا، بلکہ اس کا علاج بھی اسی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔ (مشکوۃ، ج:۲، ص:۴۵۰)

''اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول فرماتے ہیں جو شخص کہ توبہ کرے''

اسی حدیث کی تشریح میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں توبہ کو علاجِ حرص بتلایا گیا ہے جس کے معنی ہیں توجہ الی اللہ اور اس کا علاج ہونا ایک قاعدۂ فلسفہ سے سمجھ میں آجائے گا۔ وہ قاعدہ یہ ہے کہ

اَلنَّفْسُ لَا تَتَوَجَّهُ اِلٰى شَيْئَيْنِ فِيْ اٰنٍ وَاحِدٍ۔

''نفس ایک وقت میں دو چیزوں کی طرف متوجہ نہیں ہوسکتا''

ظاہر ہے کہ حرص کی حقیقت توجہ اور میلان الی الدنیا ہے اب توجہ کو کسی دوسری طرف پھیر دیا جائے تو توجہ الی الدنیا باقی نہ رہے گی پھر جس کی طرف توجہ کو پھیرا جائے۔ اگر طبعاً بھی محبوب ہو تو اس صورت میں یہ توجہ اشد ہوگی اور اس سے توجہ الی الدنیا کا ازالہ بھی قوی ہوگا اور اگر ایسی شئے کی طرف توجہ پھیری جائے جو طبعاً محبوب نہ ہو اس صورت میں یہ توجہ کمزور ہوگی اب سمجھو کہ حق تعالیٰ سے ہر شخص کو فطری تعلق ہے اور ذات حق کی طرف ہر ایک کو میلان طبعی ہے۔ فقط مسلمان ہی کو نہیں بلکہ کافر کو بھی،

کیونکہ انسان کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے تو کسی سبب سے ہوتی ہے اور وہ اسباب یہ ہیں، حسن و جمال، جود دونوں یا فضل و احسان، جس میں یہ کمال قوی ہوں گے اس سے محبت بھی قوی ہوگی اور یہ معلوم ہے کہ یہ اوصاف ذاتی اعتبار سے حق تعالیٰ کے اندر ہیں اور دوسری اشیاء میں بالواسطہ ہیں۔ تو اس وقت ہر شخص کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ کردو۔ چونکہ حق تعالیٰ سے طبعی تعلق ہے اس لئے یہ توجہ اشد و اکمل ہوگی۔ تو جتنی توجہ الی اللہ ہوگی اتنی ہی دنیا سے توجہ ہٹے گی۔ کیونکہ دو چیزوں کی طرف نفس متوجہ نہیں ہوتا۔

**ارشاد فرمایا** کہ مال و دولت کا ہونا یہ برا نہیں ہے بلکہ شریعت میں اس کا ہونا بھی مطلوب ہے۔ اس لئے کہ روپیہ پیسہ پاس نہ ہو تو پھر زکوٰۃ کہاں سے ادا کرے گا، اللہ کے راستہ میں خرچ کہاں سے کرے گا، یہ اس وقت ہوگا جب کہ آدمی کے پاس مال ہو، روپیہ ہو۔ تو دنیا کمانے کی اجازت ہے اور اس کا حکم ہے جو مال اس لئے کمائے کہ اس سے بال بچوں کی کفالت کرے، ضروریات پوری کرے، سوال سے بچے، اُمور خیر میں خرچ کرے، اس نیت سے کمانا یہ باعث اجر و ثواب ہے جہاں یہ ہے وہاں یہ بھی ہے کہ:

''سچ بولنے والے امانت دار تاجر کا حشر شہداء انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا''۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ: ۲۴۳)

اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ:

تاجر لوگ قیامت کے دن فاجر (نافرمان) اُٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جس نے تقویٰ اختیار کیا، نیکی کی اور سچ بولا۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ: ۲۴۴)

# ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب زید مجدہم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

یہ سوچے کہ بھئی ہم نے دنیا بہت دیکھ لی، بہت مال کما لیا، اولاد کے لئے جتنا بس میں تھا وہ بھی کر دیا، اب آگے ان کا مقدر ہے۔ انہیں سب باتوں پر عمل کر کے اللہ والے بڑے مگن ہوتے ہیں، بس انہیں ایک ہی فکر رہتی ہے، فکر آخرت، وہ یہ سوچتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں بھیجا ہے ہم نے کیا کیا، اس کا غم انہیں ہوتا ہے، وہ چاہتے ہیں کہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہ ہونے پائے، دنیا سے پاک وصاف ہو کر جائیں۔ یہی باتیں وہ اپنے متعلقین کو بھی سکھاتے ہیں، جو لوگ ان سے اصلاحی تعلق رکھتے ہیں انہیں بھی وہ یہی تلقین کرتے رہتے ہیں کہ تم بھی دنیا سے پاک وصاف ہو کر جانا۔ یاد رکھو جتنا وقت طاعت میں لگاؤ گے وہی کام آئیگا اور جتنا وقت گناہوں میں گزارو گے وہ تمہارے لئے وبال بن جائے گا، وہاں پہنچ کر آدمی سوچے گا کہ ہائے ان لمحات میں میں نے کیا کیا، وہاں لب سل دئے جائیں گے اور انسان کے اعضاء خود اس خلاف گواہی دیں گے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اَيْدِيْهِمْ (یٰسٓ)۔ اسی لئے کہا

جاتا ہے کہ مرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو، اپنے گناہوں کی معافی چاہ لو، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنی خطاؤں پر رویا کرو، جس شخص کو خود کی خطاؤں پر رونے کی توفیق مل گئی وہ دوسروں کی غلطیوں کو دیکھے گا بھی نہیں، ہمارا حال یہ ہے کہ ہم عیب پوشی کے بجائے عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں، دوسروں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں کہ فلاں کے یہاں کون آرہا ہے کون جارہا ہے۔ ان سب چیزوں کا کیا حاصل ہے، ایسے لوگ پریشان بھی رہتے ہیں۔ خود پر نگاہ ہونی چاہئے کہ ہم کہاں جارہے ہیں۔ یادرکھو طاعت میں لگو گے فائدہ ہوگا اس سے ہٹو گے گمراہ ہوجاؤ گے۔

اللہ تعالی نے ذکر میں بڑی تاثیر رکھی ہے دلوں کا سکون بھی ذکر اللہ میں ہے، ارشاد ربانی ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب، مشائخ نے تسکین قلب کیلئے دو نسخے تجویز کئے ہیں، ایک ہے اتباع سنت اور دوسرا ہے اجتناب معصیت۔ ذکر اللہ کی کثرت کے ساتھ اتباع سنت اور اجتناب معصیت ہی سے توفیق طاعت ہوگی اسی سے حقیقی ایمان پر استقامت نصیب ہوگی، گناہوں سے بچو گے اللہ تعالی سے قربت حاصل ہوگی۔ ہمیں اس فکر میں لگنا چاہئے کہ خود کو گناہوں سے بچاتے ہوئے اللہ میاں کو منہ دکھائیں اور یہ سوچنا کہ ابھی ہماری عمر ہی کیا ہوئی ہے اور ریٹائرمنٹ میں دس سال پندرہ سال باقی ہیں، یہ خام خیالی ہے کیونکہ پتہ نہیں کس وقت موت آجائے، کیا ہمیں پتہ ہے کہ جب ہمارے دس سال پورے ہوجائیں گے یا ہم جب ریٹائر ہوگے تبھی ہمیں موت آئے گی۔

میاں جی سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں،، وہ محدث تھے، ان کے یہاں دینی مجلس ہوا کرتی تھی۔ ایک دن جب مجلس شروع ہونے والی تھی انہوں نے کہا کہ آج مجلس عربی زبان میں ہوگی، اب وہاں موجود حاضرین کو تعجب ہونے لگا کہ آخر حضرت نے عربی زبان کی قید کیوں لگادی؟ پھر جو لوگ وہاں موجود تھے اور ان میں بھی جن کو عربی آتی تھی، لیکن انہیں عربی بولنے پر مہارت نہیں تھی، انہوں نے اس دن بہت سوچ سوچ کر چند جملے ہی کہے اور اس طرح اس دن دوسرے دنوں کے مقابلے بہت جلد مجلس ختم ہوگئی، اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ ان کے خادم نے حضرت سے سوال کیا کہ حضرت آج یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آخر آپ نے مجلس میں عربی بولنے کی قید کیوں لگادی، اس پر حضرت مولانا نے جواب دیا روزانہ دو گھنٹوں تک جاری رہنے والی مجلس کے دوران کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی تھیں جن سے دین کا کوئی نفع نہیں تھا، گویا کہ ایک طریقہ سے اس میں مصروف رہکر ہم لوگوں کا قیمتی وقت ضائع ہوتا تھا۔ عربی میں بولنے کی قید اسی لئے لگادی کہ اب سوچ سوچ کر بولنا پڑے گا، جس کے نتیجہ میں ضروری اور اہم ہی باتوں کا ذکر ہوگا، اسی لئے آج کی مجلس آدھے گھنٹے ہی میں مکمل ہوگئی۔ اللہ والے اسی لئے بیدار مغز کہلاتے ہیں، ان میں وقت کی قدر کرنے کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے ہیں۔

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

# روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوعلی جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا عبودیت کا گھر ہے اور صبر اس کا دروازہ ہے اور گھر میں پہنچ کر فراغت واطمینان ہوتا ہے اور کمرہ میں داخل ہوکر راحت ملتی ہے۔

**فائدہ:** مراد یہ ہے کہ جس طرح گھر کے تین درجے عادتاً ہوتے ہیں اول دروازہ جو مکان کا گویا متوسط درجہ ہے پھر گھر کے وہ کمرے جن میں آدمی راحت پاتا ہے جو مکان کا گویا انتہائی درجہ ہے اسی طرح عبدیت کے تین درجے ہیں اول صبر۔ جب کوئی حادثہ پیش آتا ہے۔ حق تعالیٰ پہلے صبر عطا فرماتا ہے اس کے بعد رضا بالقضا جو ذریعہ اطمینان ہے اور اس کے بعد تفویض جس میں راحت کاملہ عطا ہوجاتی ہے (اس سے صبر اور رضا اور تفویض کی ترغیب اور آثار ظاہر ہوگئے)۔

رسالہ قشیریہ کے باب الارادہ میں مرید اور مراد کے احکام بیان کرنے کے بعد کہا ہے باقی رہا فرق مرید اور مراد میں تو اصل یہ ہے کہ درحقیقت ہر مرید مراد بھی ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ حق تعالیٰ کا مراد نہ ہوتا یعنی حق تعالیٰ اس کے حال پر توجہ اور عنایت نہ فرماتے تو وہ مرید ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ عالم میں کوئی چیز بغیر ارادہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے واقع نہیں ہوسکتی اسی طرح ہر مراد مرید بھی ہوتا ہے کیونکہ جب حق

تعالیٰ اس کو مراد بناتے ہیں تو اس کی بھی توفیق اس کو دے دیتے ہیں کہ وہ مرید مبتدی ہے اور مراد منتہی۔ اور مرید وہ شخص ہے جس کو مجاہدات اور ریاضات کی مشقتوں میں ڈالا گیا ہو۔ اور مراد وہ شخص ہے جو بغیر مشقت کے مقصد تک پہنچ گیا ہو۔

پس مرید مشقت میں پڑنے والا ہے اور مراد وہ جس کے ساتھ مہربانی وآسانی کی گئی ہے اور عادت اللہ سالکین طریق کے ساتھ مختلف ہے۔ بہت سے آدمیوں کو اول مجاہدات کی توفیق دی جاتی ہے پھر طرح طرح کی مشقتیں اُٹھانے کے بعد بلند مقاصد تک پہنچتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو اول ہی سے اعلیٰ معانی کا کشف ہونے لگتا ہے اور اس درجہ تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک اصحاب مجاہدہ بھی نہیں پہنچتے۔ مگر ان میں سے اکثر حضرات اس آسانی کے بعد پھر مجاہدہ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ تاکہ وہ فضائل بھی ان کو حاصل ہو جائیں جو عدم مجاہدہ کی وجہ سے فوت ہو رہے تھے۔

حضرت ابوعثمان (متوفی ۲۹۸ھ) سے کہا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں مگر اپنے دلوں میں حلاوت نہیں پاتے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر کرو کہ اس نے تمہارے اعضاء میں سے ایک عضو (یعنی زبان) کو اپنی اطاعت وعبادت سے آراستہ فرما دیا ہے۔

بعض صوفیائے کرام نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے لوگوں نے بیان کیا کہ فلاں جگہ میں ایک ذاکر وشاغل آدمی ہے میں اس کی زیارت کیلئے گیا۔ وہ بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک بہت بڑا درندہ سامنے آیا۔ اور ایک سخت ضرب اس ذاکر پر

لگائی جس میں اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اتار لیا۔ وہ بھی بے ہوش گیا اور میں بھی۔ جب ہوش آیا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا تھا۔ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس درندہ کو مسلط کر رکھا ہے جب مجھے ذکر اللہ میں کچھ سستی پیدا ہوتی ہے تو یہ مجھے اسی طرح کاٹتا ہے۔ جیسا تم نے مشاہدہ کیا۔

حضرت حارثہ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فتوت (یعنی عالی ظرفی) یہ ہے کہ تم لوگوں کے معاملہ میں انصاف کرو اور اپنے لئے اُن سے انصاف کے منتظر نہ رہو۔

نقل کیا جاتا ہے کہ اربابِ فتوت کی ایک جماعت ایک ایسے شخص کی زیارت کو گئی جو فتوت میں مشہور تھا۔ اس شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ دسترخوان لاؤ۔ وہ نہ لایا۔ اس نے مکرّر سکرّر کہا مگر وہ نہ لایا۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور کہنے لگے یہ بات تو فتوت کے خلاف ہے کہ ایک ایسے شخص کو خادم بنا دیا جائے جو اتنی بار کہنے پر بھی دسترخوان نہ لائے (کیونکہ) ایسے شخص سے بعض دفعہ ایسے لوگوں کو اذیت ہوگی جن کو راحت پہنچانا ضروری ہے۔ اس شخص نے غلام سے پوچھا کہ تم نے دسترخوان لانے میں دیر کیوں کی۔ اُس نے کہا کہ دسترخوان پر ایک چیونٹی تھی۔ میں نے یہ بات تو ان حضرات کے ادب کے خلاف سمجھی کہ چیونٹی سمیت دسترخوان ان کے سامنے لاؤں اور یہ بات فتوت کے خلاف تھی کہ چیونٹی کو دسترخوان سے پھینک دوں اس لئے ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چیونٹی خود ہی اس پر سے چلی گئی۔ ان لوگوں نے کہا کہ اے غلام تو نے بہت تدقیق سے کام لیا ہے۔ اربابِ فتوت کی خدمت کیلئے تجھ سا ہی آدمی چاہئے۔

# یہ نفاق کی علامت ہے

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

جب عشاء کا وقت آئے چار رکعت سنت پھر چار رکعت فرض ادا کرے۔ اور دو رکعت سنت پڑھے۔ وتر کو آخر شب کیلئے اُٹھا رکھے اگر اُٹھ جانے پر قادر ہو اور جاگنے کا اعتماد ہو۔ اور سمجھتا ہو کہ نیند ضرور ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر خوف سونے کا ہو تو عشاء کے ساتھ ساتھ وتر پڑھ لے۔ اس طرح پر عمل درآمد جو شخص کرے گا وہ غافل نہ سمجھا جائے گا اور خاسروں میں اس کا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو حاضر باش سمجھیں گے۔ بعد عشاء قرآن شریف کی ان سورتوں کو پڑھے جن کا ذکر قوت القلوب میں ہے۔ اور اگر اس کو ان سورتوں کا نام معلوم نہیں ہے، یا وہ سورتیں یاد نہیں ہیں تو ڈھائی سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرے ہزار آیت اس حساب سے ہوتی ہے بعد اسکے ذکر وطہارت کے ساتھ سو رہے۔ مگر جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو سونے کا قصد نہ کرے۔ اور رات رہتے صبح ہونے کے قبل بیدار ہو جائے، آخر حصہ رات کا استغفار کیلئے نہایت موزوں ہے۔ اور سب وقتوں سے رات کا وقت افضل ہے۔ اور اگر مرید آخر شب میں نمازِ تہجد پڑھا کرے تو اور بہتر ہے، کیونکہ اس نماز میں معنیِ استغفار اور معنیِ تلاوت قرآن دونوں موجود ہیں، اس طرح پر جو شخص عمل کرے گا اور ثابت قدم رہے گا تو اُمید قوی ہے کہ برکت سے اُس کے باطن کی راہ یعنی طریقت کی راہ اس پر کھل جائے گی۔ اور مرید کو چاہئے کہ طریقت کی راہ شریعت

کی موافقت میں چلے۔ اور جس شخص کو ایسا دیکھو کہ مدعیِ طریقت ہو کر شریعت کے موافق نہیں چلتا تو سمجھ لو کہ اس کو طریقت سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا ہے۔ اس لئے اسفل السافلین میں جا گرا ہے، کہ اوپر آنا اس کا دشوار ہے۔ یہ مذہب تو ملحدوں کا ہے کہ طریقت کا قیام بغیر شریعت کے وہ جائز رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب حقیقت منکشف ہو جاتی ہے تو شریعت کی پابندی باقی نہیں رہتی۔ ایسے اعتقاد پر خدا کی پھٹکار۔

سنو! ظاہر اگر باطن کے مطابق نہیں ہے تو یہ نفاق کی علامت ہے، یعنی ظاہر میں زہد و تقویٰ اور باطن میں دنیا طلبی و ریا کاری، اور باطن آراستہ ہو ظاہر خلافِ حکمِ شریعت ہو یہ زندیقیت کی نشانی ہے۔ اگر شریعت پر عمل ہے اور باطن طریقت سے بے بہرہ ہے ایسا شخص نقصان و تاوان میں ہے اور باطن کی درستگی چاہنا بغیر عملِ ظاہر کے ہوسِ بے جا کرنا ہے۔ ظاہر باطن کے ساتھ اس طرح شیر و شکر ہے کہ اس کو کوئی شخص جدا نہیں کر سکتا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ حقیقت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ شریعت۔ صحتِ ایمان جس کو قائم رکھنا ہے وہ ایک جملہ کو دوسرے جملہ سے علیٰحدہ کر کے مؤمن باقی نہیں رہ سکتا۔ ایسی خواہش اس کی بالکل باطل اور بے حاصل ہوگی۔

برادرِ عزیز! خلاصہ یہ ہے کہ طالب مرید کو چاہئے کہ اس میں تم ہو یا کوئی دوسرا ہو، روز بروز نیت کی درستگی اور دل کی صداقت سے راہِ طریقت کی منزلوں کو طے کرتا جائے۔ ہمت عالی رکھے سیرت اتنی پسندیدہ ہو جائے کہ مصفّٰی نظر آئے۔ خصلت ایسی حسین دکھائی دے کہ مجلّا معلوم ہو۔

# اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب شیطان انسان سے تین باتوں میں سے ایک حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے مزید کی ضرورت نہیں اول، اس کا تکبر کرنا۔ دوم، اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا۔ سوم، اپنے گناہ کو بھول جانا۔ ایک روایت میں چار باتیں آتی ہیں۔ چہارم، پیٹ بھر کھانا اور یہ سب کی جڑ ہے، کیونکہ باقی تینوں اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

مروی ہے کہ شیطان بشکل انسان حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا گدڑی پہنے ہوئے، گلے میں تسبیح اور خدمتگاروں کی طرح کمر باندھے ہوئے۔ آپ کے پاس آکر عرض کرنے لگا، حضرت! آپ کی خدمت میں رہنا چاہتا ہوں شاید میں آپ کی برکات حاصل کر سکوں۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں رہا، اور کوئی بیس سال تک وضو وغیرہ کراتا رہا۔ لیکن آپ کو بہکانے کا کوئی موقع نہ پایا جب جانے لگا تو آپ سے دریافت کرنے لگا، کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے آپ نے فرمایا، میں نے تجھے آتے ہی پہچان لیا تھا، تو شیطان ہے کہنے لگا آپ سا ثابت قدم کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا، دور ہو، اے ملعون! تو چاہتا ہے کہ کوئی ایسی بات پیدا کئے بغیر نہ جائے جس سے میرا دین خراب ہو یعنی مجھے عجب (خود پسندی) میں ڈال دینا چاہتا ہے۔

حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے یہ حکم دیا کہ ایک سجدہ لا جس میں نفس اور شیطان کا حصہ نہ ہو، تو تجھے میں جنت میں داخل کروں گا۔ تو میں عرض کروں گا، اے پروردگار! مجھے ایسا سجدہ نصیب نہیں ہوا۔ سوائے دوست! آگاہ ہو جا اور یہ خیال نہ کر کہ شیطان نے تیرا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ اگرچہ تو برابر عبادت میں لگا ہو۔ بلکہ اپنی عبادت میں بھی غور کر اور کوشش سے دیکھ۔ والحمد للہ رب العٰلمین

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جن اُمور میں تکبر کی بو تک بھی ہو اس سے الگ تھلگ رہتے۔ مثلاً لڑکوں کے جنازے میں شامل نہ ہونا، یا اپنے نوکر وغلام کی میت کے ساتھ نہ جانا۔ اور جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔ پھر اگر کوئی جنازہ کے ساتھ جاتا تو اپنی کوتاہی اور تقصیر پر غمناک اور نادم ہوتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے، ''کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا'' کہ موت کافی واعظ ہے نیز جنازہ کے راستہ میں کوئی دنیوی بات نہ کرتے بلکہ مباح باتوں سے بھی پرہیز کرتے، چہ جائے کہ نامناسب باتیں کریں۔ یہ عادت آج کل بالکل معدوم ہے اکثر لوگ جنازہ سے عبرت نہیں لیتے۔

اسلاف جب جنازہ کے ساتھ جاتے تو موت اور عذاب قبر کے خیال میں مستغرق ہوتے۔ ان میں سے بعض بعض تو کئی دن متواتر حیران رہتے اور ان کے چہرے سے غم معلوم ہوتا۔

## دردِ محبت

# تصور میں وہ رہتے ہیں نگاہیں ہوں کہیں میری

حضرت مولانا قاری صدیق احمد ثاقب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

دواؤں سے طبیعت روبصحت ہے نہیں میری　　طبیعت مضطرب ہے اب نہیں لگتی کہیں میری
نہیں سمجھا کوئی اس درد کو یہ درد کیسا ہے　　دواؤں سے شفا ہرگز نہیں، ہرگز نہیں میری

علاج اس کا فقط یہ ہے کہ طیبہ ہو نگاہوں میں
دیارِ قدس میں اشکوں سے تر ہو آستیں میری

دیارِ پاک ہوتا اور ہوتی یہ جبیں میری　　خدا کی رحمتوں سے زندگی ہوتی حسیں میری
گذر جائے یہ باقی عمر ان کے آستانے پر　　جہاں ہیں سرورِ عالمؐ بنے تُربت وہیں میری

متاعِ دردِ دل جو مل گئی، مشکل سے ملتی ہے
خدا کا فضل ہے قسمت تو ایسی تھی نہیں میری

نہ دن میں چین ملتا ہے، نہ شب کو نیند آتی ہے　　سکوں پاتی نہیں ہے خاطر اندوہگیں میری
ہوا پیدا اسی غم کیلئے، راحت کا طالب ہوں　　طلب کرتا ہوں ایسی شے جو قسمت میں نہیں میری

وہ نقشہ جم گیا ہے اب تو دل میں ذات اقدسؐ کا
تصور میں وہ رہتے ہیں، نگاہیں ہوں کہیں میری

ہوا دیوانہ جب سے آپؐ کا خلوت میں رہتا ہوں　　کسی سے بات کرنے کی کوئی خواہش نہیں میری
یہ دنیا دارِ فانی ہے فقط اک خواب ہے شب کا　　جو دیکھا غور سے میں نے تو آنکھیں کھل گئیں میری

کسی لائق نہیں ثاقبؔ مگر اُمید کرتا ہے
نظر بس آپؐ ہی پر ہے شفیع المذنبیں میری

ماہنامہ دعوۃ الحق
صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر 2022ء

# عقیقہ کے چند ضروری مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

**سوال:** ایک شخص نے ارادہ کیا کہ شادی میں ولیمہ کے لئے گائے ذبح کرے اور براتیوں کو کھلائے، کسی نے اس کو مشورہ دیا کہ اسی میں عقیقہ کی بھی نیت کرلو، لہٰذا اس نے گائے میں تین بچوں اور ایک بچی کا عقیقہ کردیا، آپ مطلع فرمائیں کہ ازروئے شریعت یہ عقیقہ جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** ایک گائے خرید کر اس میں چندے حصے عقیقہ کے واسطے لے لے اور بعض حصہ میں ولیمہ کے واسطے نیت کرلے، پھر ذبح کردے، تب بھی شرعاً درست ہے، حتی کہ قربانی کی گائے میں بھی یہ درست ہے۔

**سوال:** ایک لڑکی کی عمر سات برس ہے اور ایک لڑکی بالغہ ہوچکی ہے، اس کا باپ اب ان کا عقیقہ کررہا ہے، تو ان کے بال کاٹنے ہوں گے یا نہیں؟ یا صرف تھوڑے سے کاٹ کر ان کو وزن کرکے چاندی صدقہ کردے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**جواب:** ایسی دونوں لڑکیوں کے بال نہ کٹوائے، بکری ذبح کرکے کچا گوشت یا پکا کر غرباء اور احباب کو تقسیم کردے، عقیقہ کا اصل وقت پیدائش سے ساتویں روز ہے وہ بھی صرف مستحب ہے، لازم اور واجب نہیں ہے۔ بغیر بالوں کے وزن کئے ہی اندازے سے چاندی صدقہ کردے۔

صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر 2022ء

# پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

## فرائضِ غسل

غسل میں بعض چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر غسل درست نہیں ہوتا اور آدمی ناپاک رہتا ہے لہٰذا غسل کے فرائض کا علم ہونا ضروری ہے۔ غسل میں صرف تین چیزیں فرض ہیں۔

۱) کلی کرنا (اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے)۔
۲) ناک میں پانی ڈالنا (جہاں تک ناک کا نرم حصہ ہے)۔
۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

## اذان و اِقامت کی سنتیں

۱) اذان و اِقامت قبلہ رُو کہنا سنت ہے۔
۲) اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اِقامت کے الفاظ جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔
۳) اذان میں ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہتے وقت مؤذّن کو دائیں اور بائیں منہ پھیرنا سنت ہے لیکن سینہ اور قدم قبلہ رُخ ہی رہیں۔
۴) جب مؤذّن سے اذان کے کلمات سُنیں تو جس طرح وہ کہے اُسی طرح کہتے جائیں اور ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے جواب میں ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہیں

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
صفر المظفر ۱۴۴۴ھ ستمبر 2022ء

# گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج مفتی ابوالحق عبدالستار صاحب دامت برکاتہم العالیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

**(۵۴) آیات واحادیث اور اللہ کے نام کی بے ادبی کرنا۔**

قرآن کے ورق الگ ہوتے ہیں مسجد میں بے ادبی سے رکھے رہتے ہیں اخبار، رسائل میں چھپی آیات واحادیث اِدھر اُدھر پڑی رہتی ہیں اس کا احساس تک ختم ہو چکا ہے۔

**(۵۵) پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنا۔**

حدیث میں ہے کہ اکثر عذابِ قبر پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ آج کل کھڑے ہو کر پیشاب کرنا یا پوٹ میں پیشاب کرنا مریضوں کو ڈھیلا یا ٹیشو پیپر کا استعمال نہ کرنا عذابِ قبر کو دعوت دینا ہے۔

## گناہ کے نقصانات

(۷۷) زکوٰۃ نہ دینے سے بارش بند ہو جاتی ہے۔

# (۴) الایمان بالرسل

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

## ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کے بارے میں عقیدے

**عقیدہ کی تعریف:** دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

**عقیدہ:۷** مجتہد بہت ہوئے، چار اُن میں بہت مشہور ہیں، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، یہ سب کے سب اللہ کے ولی ہیں اور تعظیم کے لائق ہیں ان سے محبت کرے، ان کی دینی فہم اور تقویٰ و دیانت پر بھروسہ کرے، ان سے بغض اور ان کی شان میں گستاخی اور بدگمانی نہ کرے۔

**عقیدہ:۸** جس کو جس مجتہد کی دینی تحقیقات پر زیادہ اعتماد اور اعتقاد ہوا اس نے اس کی پیروی اختیار کر لی اور ہر زمانہ میں یہی ہوتا رہا، ہندوستان میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کرنے والے زیادہ ہیں، وہ ''حنفی'' کہلاتے ہیں، جس مجتہد کی پیروی کر رہا ہے اس کے علاوہ دوسروں کو بُرا سمجھنا درست نہیں۔

# DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

## جواہر حکمت

نگاہ خلق میں دنیا کی رونق بڑھتی جاتی ہے
مری نظروں میں پھیکا رنگ محفل ہوجاتا ہے

بہ مقدار جنوں مجذوبؔ عاقل ہوتا جاتا ہے
کہ ہوش اپنا تو زائل، ان کا حاصل ہوتا جاتا ہے

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)